سوال

میں ایک دیندار بیوی ہوں لیکن بہت سارے اسباب کی بنا پراپنے خاوند کوناپسند کرتی ہوں، اور خاوند کو بھی اس کا علم ہے، لیکن وہ مجھے طلاق نہیں دیتا، میں بعض اکثر اوقات خاوند کوازدواجی تعلقات بھی قائم نہیں کرنے دیتی برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس میں کیا حکم ہے ؟

جواب

الحمدللہ

اول :

بغیرکسی سبب کے عورت کےلیے خاوند سے طلاق طلب کرنی جائزنہیں، اوراگرکوئی سبب ہویعنی بیوی کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہو، یا پھر بیوی پر ظلم کرے توپھر طلاق طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں

ابوداود ترمذی اورابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس عورت نے بھی بغیرکسی سبب کے طلاق طلب کی تواس پرجنت کی خوشبوحرام ہے "

سنن ابوداود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اوراگرآدمی بیوی کے حق میں نہ توکوتاہی کرتا ہواورنہ ہی اس پرکوئی ظلم وستم، لیکن بیوی اسے اتنا شدید ناپسند کرتی ہوکہ وہ اس کے ساتھ زندگی نہ بسر کرسکتی ہواوراس کے حقوق نہ ادا کرتی ہوتوان دونوں کواصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

اوراگراصلاح کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اوران دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرنا ممکن نہ ہوتوپھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا حل رکھا ہے کہ بیوی اپنے خاوند سے خلع حاصل کرلے، اس طرح وہ خلع حاصل کرنے کےلیے خاوندکی جانب سے ادا کردا سارا مہر واپس کرے، اوراس وقت آدمی کواپنا مہر قبول کرکے عورت سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم دیا جائیگا

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ :

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکرکہنے لگی :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت بن قیس کے نہ تواخلاق میں کوئی عیب لگاتی ہوں، اورنہ ہی اس کے دین میں، لیکن میں اسلام میں کفر کوناپسند کرتی ہوں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو؟

تووہ عرض کرنے لگی :: جی ہاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغ قبول کر لو اور اسے ایک طلاق دے دو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5273).

اور سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں:

"میں بغض کی بنا پر اس کی طاقت نہیں رکھتی"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2056) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے

چنانچہ اس عورت کو علیحدگی پر ابھارنے والی چیز بغض و ناپسندیدگی تھی

اور اس کا یہ قول کہ:

"میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں"

اس سے مراد خاوند کی نافرمانی ہے، یعنی وہ خاوند کے حقوق کی ادائیگی نہیں کر سکتی، بلکہ اس میں کوتاہی کی مرتکب ہوتی ہے واجب کردہ حقوق ادا نہیں کر سکتی کہ وہ خاوند کی اطاعت کرے اور حسن معاشرت سے پیش آئے

دوم:

ہم آپ کے لیے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ: اگر طلاق لینے کا کوئی ظاہر اور واضح سبب نہیں ہے، یہ کہ خاوند کے ساتھ ہم بستری سے رک جانا یہ بہت بڑی برائی ہے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو خاوند ناراضگی کی حالت میں رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (3237) صحیح مسلم حدیث نمبر (1736).

ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ اپنے خاندان یا پھر خاوند کے خاندان کے اہل اصلاح افراد سے معاونت حاصل کریں جو اسے سمجھائیں کہ وہ اچھے طریقہ سے آپ کو چھوڑ دیں

سوم:

خاوند کو ہماری نصیحت ہے کہ وہ ایسی صورت میں بیوی کو اپنے پاس مت رکھے جبکہ بیوی اس کے ساتھ رہنے سے ضرر اور نقصان میں ہو، اور اگر وہ اسے اپنے پاس رکھنے کی رغبت رکھتا ہو اور طلاق دینے سے انکار کرے، تو خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آئے اور نفرت و بغض کے اسباب کو دور کرنے کی کوشش کرے

اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اسے یا تو طلاق دینی چاہیے، یا پھر خلع کر لے، اور بیوی کو گناہ کا مرتکب نہ ہونے دے کیونکہ اس حالت میں وہ نافرمان ہوگی

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ایک عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہے، وہ اس میں نہ تو کوئی اخلاقی عیب لگاتی ہے، اور نہ ہی دینی، اور اس نے اپنا سارا مہر بھی واپس کر دیا ہے تو کیا اس خاوند کو مجبور کیا جا سکتا ہے

کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، چاہے وہ اسے رکھنا چاہتا ہو اور بیوی اسے ناپسند کرتی ہو؟

کمیٹی کا جواب تھا:

جب بیوی اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہو، اور اسے خدشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدود کی پابندی نہیں کرسکے گی تو پھر اس وقت خلع لینا مشروع ہے، وہ اسطرح کہ جتنا مہر خاوند نے دیا تھا وہ واپس کر دے، اور پھر اسے اپنے سے جدا کردے؛ کیونکہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی کی حدیث کی بنا پر

اور جب خاوند اور بیوی میں نزاع اور جھگڑا ہو جائے تو پھر اسے شرعی حاکم کے سامنے پیش کر کے حل کرائے تا کہ وہ ان کا فیصلہ کرے" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (411/19).

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی سب مسلمانوں کی اصلاح فرمائے

واللہ اعلم

اسلام سوال وجواب

91878